سوال: کیا حدیث لا عقر في الإسلام والی روایت صحیح ہے؟

--- ----- ------ -------------------- -

بسم اللہ

الجواب بعون الملک الوہاب۔

حدیث "**لا عقر فی الاسلام**" کی سند ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا يحيى بن موسى البلخي ، حدثنا عبد الرزاق ، أخبرنا معمر ، عن ثابت ، عن أنس قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " لا عقر في الإسلام ". قال عبد الرزاق : كانوا يعقرون عند القبر بقرة أو شاة.(وهو في «مصنف عبد الرزاق» «٦٦٩٠» ومن طريقه أخرجه أحمد «١٩٧/٣»، والنسائي «١٦/٤» في الجنائز: باب النياحة على الميت، والبيهقي «٦٢/٤».)

سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " اسلام میں عقر (جانوروں کو قبر پر ذبح کرنا) نہیں ہے ۔ " امام عبدالرزاق نے بیان کیا کہ لوگوں کا معمول تھا کہ وہ قبر کے پاس گائے یا بکری وغیرہ ذبح کیا کرتے تھے ۔

تشریح : یہ ایک جاہلی رسم تھی کہ گویا صاحب قبر اپنی زندگی میں بڑا سخی تھاتو اس کے اقارب موت کے بعد اس کی قبر کے پاس جانور ذبح کرکے چھوڑ دیتے تھے کہ جانور کھا جایئں اسلام نے اس کام سے روک دیاہے۔اور اب کسی بھی نیت سے قبر جانور ذبح کرنا ۔چڑھاوا چڑھانا یا دیگیں پکا کر تقسیم کرنا حرام ہے۔

اس روایت کو امام ابو داود نے اپنی سنن کے اندر نقل کیا ہے (جس کا بیان گزر چکا ہے)۔ اور انہیں سے یہ روایت بہت مشہور ہے۔ اس حدیث پر انہوں نے سکوت کیا ہے۔

امام ابو داود کے سکوت کی بنا پر بہت سے لوگوں نے اس روایت کی تصحیح ضرور کی ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہر وقت ابو داود رحمہ اللہ کے سکوت سے صحت لازم آتی ہے یا نہیں۔ اس پر مقالہ کے اخیر میں بحث کریں گے ان شاء اللہ۔

اس سے پہلے یہ جانتے ہیں کہ امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کیا کہتے ہیں ؟ وہ اپنے والد سے "علل" میں نقل کرتے ہیں :

هذا حديث منكر جدا. (علل الحديث لأبي حاتم۳/۵۷۲)

۱. معمر کے ثقہ ہونے کے باوجود جب وہ ثابت سے روایت کرتے ہیں، تو وہ روایات ضعیف ہوتی ہیں۔

۲. اس کی وجہ یہ ہے کہ معمر کی روایات ثابت سے ضعیف ہیں۔

۳. علل کے باب میں اس دقیق علم کی بڑی اہمیت ہے۔

اس سلسلہ میں اب اقوال ائمہ ملاحظہ فرمائیں:

قال ابن معين: ((معمر عن ثابت ضعيف))

وفي رواية أخرى عنه: ((حديث معمر عن ثابت مضطرب كثير الأوهام))

قال بن معين ((حديث معمر عن ثابت وعاصم بن أبي النَّجود وهشام بن عروة وهذا الضرب مضطرب كثير الأوهام)):

تهذيب التهذيب ١٠: ٢٤٥

وقال العقيلي: أَنكَرُهُمْ عن ثابت معمر:

لكن سئل أحمد عما روى معمر عن ثابت؟ فقال: ماأحسن حديثه! ثم قال: حماد بن سلمة أحبُّ إليَّ، ليس أحد في ثابت مثل حماد بن سلمة....

وقال مرة أخرى: معمر حسن الحديث عن ثابت انتهى.

(العلل ومعرفة الرجال رواية المَرُّوذي وغيره ص ٤٠)

امام احمد رحمه الله کا قول ان روایات کے متعلق ہے جن میں کوئی نکارت نہ ہو۔

جیسے صحیح مسلم میں معمرعن ثابت کے طریق سے دو روایات وارد ہوئی ہیں۔

الأول: لاتقوم الساعة على أحد يقول: الله الله. اس روایت میں معمر، ثابت سے روایت کرنے میں حمادَ بن سلمة کی متابعت کر رہے ہیں۔

والثاني: أن رجلاً خياطاً دعا رسولَ الله صلى الله عليه وسلم... الحديث. اس روایت میں سلیمان بن المغیرۃ، ثابت سے روایت کرنے میں معمر کی متابعت کر رہے ہیں۔

اس لیے یہ دو روایات بے غبار ہیں۔

"لا عقر فی الاسلام" کے معلول ہونے میں مزید مؤیدات:

قال الوادعي في كتاب "أحاديث معلة ظاهرها الصحة" :

قال أبو داود رحمه الله (ج٩ص٤٢): حَدَّثَنا يَحْيى بْنُ مُوسى البَلْخِيُّ، حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزّاقِ، أخْبَرَنا مَعْمَرٌ، عَنْ ثابِتٍ عَنْ أنَسٍ قالَ: قالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلّى اللَّهُ عَلَيْهِ وعَلى آلِهِ وسَلَّمَ «لا عَقْرَ فِي الإسْلامِ».

رواية معمر عن ثابت ضعيفة،

وفى «شرح علل الترمذي» (ج٢ص٤٢): قال على يعنى بن المديني: وفى أحاديث معمر عن ثابت غرائب ومنكرة ٠وذكر على أنها تشبه أحاديث أبان بن أبى عياش. وقال العقيلي: أنكرهم رواية عن ثابت معمر.

وذكر ابن أبي خيثمة عن يحيى ابن معين قال: حديث معمر عن ثابت مضطربٌ كثير الأوهام.

لیکن اس کا معنی ثابت ضرور ہے کہ اسلام میں غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرنا ناجائز ہے۔ چنانچہ قرآن کہتا ہے۔

قُلْ إِنَّ صَلاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ * لا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ {الأنعام:١٦٢}

وَلا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ [الأنعام:١٢١].

وقال تعالى: إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ {النحل:١١٥}.

اور بھی کئی قرآن و سنت میں مذکور، ادلہ عامہ سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ قبر کے پاس میت کی تعظیم اور تقرب کے لیے جانور ذبح کرنا حرام و ناجائز ہے۔

------ ------------ -------- ------------

رہا معاملہ سکوت کا تو اس سلسلے میں خود امام ابو داود رحمہ اللہ کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

’’ذكرت فيه الصحيح، وما يشبهه وما يقاربه . وما كان في كتابي هذا فيه وهن شديد بينته، وليس فيه عن رجل متروك الحديث شيء، وما لم أذكر فيه شيئاً فهو *صالح* ، وبعضها أصح من بعض، والأحاديث التي وضعتها في كتاب "السنن" أكثرها مشاهير‘‘

لفظ صالح کا خلاصہ:

امام سیوطی رحمہ اللہ (اوپر بیان کردہ لفظ ’’صالح‘‘ کی تشریح کرتے ہوئے) فرماتے ہیں:

يُحْتَمَلُ أنْ يُرِيدَ بِقَوْلِهِ «صالِحٌ» الصّالِحَ لِلاعْتِبارِ دُونَ الِاحْتِجاجِ، فَيَشْمَلَ الضَّعِيفَ أيْضًا، لَكِنْ ذَكَرَ ابْنُ كَثِيرٍ أنَّهُ رُوِيَ عَنْهُ: وما سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ حَسَنٌ. فَإنْ صَحَّ ذَلِكَ فَلا إشْكالَ.

’’اس بات کا احتمال ہے کہ صالح سے ان کی مراد اعتبار کے لحاظ سے صالح ہے۔ ناکہ قابل حجت ہونے کے اعتبار سے لہذا اس میں ضعیف بھی شامل ہیں۔ لیکن امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابو داود کے بارے میں روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جس راویت پر وہ سکوت اختیار کریں تو وہ حسن ہے۔ اگر یہ قول ان سے صحیح طور پر ثابت ہے تو پھر کوئی اشکال نہیں رہتا۔ (یعنی اس بات میں اشکال نہیں رہتا کہ صالح سے مراد بطور حجت صالح ہے)‘‘۔ تدریب۔۱۰۵

قال النووي :(كما في النكت، ٤٤٤)

والحق أن ما وجدناه في سننه ما لم يبينه ، ولم ينص على صحته أو حُسنه أحدٌ ممن يُعتمد : فهو حسن ، وإن نصَّ على ضعفه مَن يُعتمد أو رأى العارف في سنده ما يقتضي الضعف ، ولا جابر له حُكم بضعفه ، ولم يُلتفت إلى سكوت أبي داود **!!**.أ.هـ

اگر نقاد سے کسی حدیث کے سلسلے میں کوئی حکم مذکور نہ ہو تو ایسی حدیث کو حسن پر محمول کیا جائے۔

اور اگر ایسا نہ ہو اور کسی ناقد معتبر نے کسی حدیث کی تضعیف کی ہو تو ایسی صورت میں امام ابو داود کے سکوت کی طرف التفات نہ کیا جائے۔ اس پر نکت میں مزید روشنی ڈالتے ہوئے حافظ کا قول ملاحظہ ہو:

قال الحافظ ابن حجر : وهذا هو التحقيق ، لكنه خالف ذلك في مواضع مِن "شرح المهذب" وغيره!! مِن تصانيفه ، فاحتج بأحاديث كثيرة مِن أجل سكوت أبي داود عليها ، فلا يغتر بذلك . والله أعلم .أ.هـ

" النكت" (١/٤٤٤-٤٤٥) .

معلوم ہوا کہ منہج امام ابو داود سے واقفیت کے با وجود امام نووی رحمہ اللہ ابو داود رحمہ اللہ کے سکوت سے احتجاج کرتے ہیں۔ تو ایسی صورت میں دھوکے میں نہیں پڑنا چاہیے۔

حافظ کا خلاصہ بھی آپ کے سامنے رکھنا مناسب ہے:

قال الحافظ ابن حجر:

وفي قول أبي داود "وما كان فيه وهن شديد بيَّنتُه" ما يفهم أن الذي يكون فيه وهن غير شديد أنه لا يبيِّنه .

ومن هنا يتبين أن جميع ما سكت عليه أبو داود لا يكون من قبيل الحسن الاصطلاحي ، بل هو على أقسام :(النكت، ١/٤٣٥)

١. منه ما هو في الصحيحين أو على شرط الصحة.

٢. ومنه ما هو من قبيل الحسن لذاته.

٣. ومنه ما هو من قبيل الحسن إذا اعتضد.

وهذان القسمان كثير في كتابه جدّاً .

٤. ومنه ما هو ضعيفٌ ، لكنه من رواية مَن لم يُجمع على تركه غالباً.

وكل هذه الأقسام عنده تصلح للاحتجاج بها ، كما نقل ابن مندة عنه أنه يُخرِّج الحديث الضعيف إذا لم يجد في الباب غيره ، وأنه أقوى عنده مِن رأي الرجال.

حافظ رحمہ اللہ کے قول کا خلاصہ:

سکوت سے مراد اصطلاحی حسن نہیں ہے بلکہ چار مواضع ہیں جن میں امام ابو داود سکوت کرتے ہیں۔

کبھی تو امام ابو داود رحمہ اللہ صحیحین یا صحیح روایات، حسن روایات یا، وہ ضعیف روایات پر سکوت اختیار کرتے ہیں جن میں شدید ضعف نہ پایا جائے اور لائق اعتبار ہوں۔ یہاں تک کہ ایسی ضعیف روایات جو کلی طور پر متروک نہ ہوں، انہیں بھی امام ابوداؤد رحمہ اللہ نقل کردیتے ہیں۔

وهو الذي رجحه الصنعاني في "توضيح الأفكار" (١/١٩٦-١٩٩)

و العلامة المحدث الألباني في "تمام المنة" (ص ٢٧-٢٨).

هذا هو الراجح إن شاء الله.

پس معلوم ہوا کہ اصول محدثین کے ذریعے حدیث کو پرکھنے کے بعد ہی سکوتِ ابو داود رحمہ اللہ پر کچھ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ آیا حدیث قابل حجت ہے یا نہیں۔

نتیجہ : لا عقر فی الاسلام کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی طرف محل نظر ہے اگرچہ اس کا معنی صحیح اور متعدد نصوص سے ثابت ہے۔

واللہ أعلم وصل اللهم على محمد وعلى آله وصحبه وسلم.

المرتب- محمد عبد الرحمن اڑیشوی

(مستفاد من مقالة إحسان بن محمد بن عايش و الرسائل المتنوعة)